خطبات خواجہ شمس الدین عظیمی

ACD 89

Track - 3

17:01

''اللہ تعالیٰ کے اسماء کی ہماری زندگی میں کیا اہمیت ہے؟''

اللہ تعالیٰ کے اسماء کہ اللہ تعالیٰ نے جو اسماء ہیں اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام
توعام طور سے مشہور ہی ہیں۔ اس میں کچھ کتابوں میں فیک نام بھی ملتے
ہیں۔ لیکن زیادہ تر ننانوے نام ہی ملتے ہیں۔ یہ انہوں نے سوال کیا کہ صاحب
اللہ تعالیٰ کے جو اسماء ہیں ، اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں اور اللہ تعالیٰ کی
صفات سے ہی جو ہے یہ سارا کائنات بنی ہے۔ ان اسماء سے کیا کائنات میں
تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ کیا کائنات کو فیڈنگ ہوتی ہے۔ کس طرح اسماء کا اس
کائنات سے تعلق ہے۔ ننانوے نام بتائے گئے ہیں جو ہم پڑھتے ہیں۔اس کو حضور
قلندر بابا اولیاء نے ساڑھے گیارہ ہزار نام بتائے ہیں۔ لوح و قلم کتاب میں ساڑھے
گیارہ ہزار نام بتا ئے ہیں۔ ساڑھے گیارہ ہزار ہی ہیں ناں۔ پھر انہوں نے تشریح
بھی کی۔ اسم کونیہ، اسم اطلاقیہ۔ بہرحال جتنے بھی نام ہیں اللہ تعالیٰ کے ان
اسماء کا علم اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سکھا دیا۔ و علم آدم
الاسماء کلھا۔ میں نے ابھی آیت پڑھی تھی آپ کے سامنے۔ میں نے آدم کو اپنے
اسماء کا علم سکھا دیا۔ علم جو ہیں اپنے اسماء سکھا دئیے۔ اپنی صفات سکھا
دئیے ہیں۔ اسماء سے مراد صفات۔ تو یہ جتنے بھی اسماء ہیں ان کا کسی نہ
کسی صورت سے کائنات کے اندر عمل دخل ہے۔ مثلاً اللہ رحیم ہے۔ مثلاً اللہ
کریم ہے۔ مثلاً اللہ رازق ہے۔ مثلاً اللہ ستار العیوب ہے۔ اب دیکھیں اب ستار
العیوب کہ اللہ عیبوں کو چھپانے والا ہے۔ ہم جو یہاں اتنے سارے لوگ بیٹھے ہوئے
ہیں وہ اسی لئے ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں ایک دوسرے سے بات کررہے ہیں
ایک دوسرے کو اچھا سمجھ رہے ہیں کہ ہمارے ایک دوسرے کے اعمال کے درمیان
پردہ پڑا ہوا ہے۔ میں نے صبح سے شام تک جو کچھ کیاآپ کو پتہ نہیں۔ آپ نے
صبح سے شام تک جو کچھ کیا مجھے پتہ نہیں ہے۔ لیکن صبح سے شام تک میں نے
جو کچھ کیا اب میں یہاں بیٹھ کے آپ کے سامنے تقریر کروں اور یہ پردہ نہ ہو
ایک آدمی بھی میری بات نہیں سنے گا کہ میاں کل تم بیٹھے پتہ نہیں کیا فلاں
فلاں باتیں سوچ رہے تھے۔ ابھی تم نے پتہ نہیں کیا غلط سلط باتیں اپنے دماغ میں
سوچ رکھی ہیں۔ اتنا پراگندہ ذہن ہے۔ اب ہمیں تبلیغ کرنے آئے ہو ہمیں وعظ
سنانے آئے ہو۔ ستار العیوب۔ اللہ تعالیٰ عیبوں کو ڈھانپنے والا ہے، چھپانے والا
ہے۔ یعنی ہر بندے کے درمیان اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا پردہ ڈال دیا ہے کہ ایک بندہ
دوسرے بندے کے اعمال سے ناواقف ہے۔ اس پردے کی بنیاد پر ہر بندہ دوسرے
بندے کا احترام کرتا ہے۔ اب کیسے آپ یہ کہیں گے کہ انسانی زندگی میں ستار

العیوب جو نام ہے اللہ تعالیٰ کا اس کا عمل دخل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں
میں رازق ہوں۔ رزق فراہم نہ ہو تو آدمی زندہ ہی نہیں رہے گا۔ رزق سے
مراد خالی روٹی نہیں ہے۔ رزق سے مراد گیہوں، آٹا، پانی، آکسیجن، دھوپ، رنگ،
چاول، پھل ، فروٹ، یہ ساری چیزیں، دودھ، تو اب ظاہر ہے پتہ چل گیا کہ اللہ
تعالیٰ بحیثیت رازق کے اپنے مخلوق کو بغیر حساب کے رزق فراہم کرتا ہے۔ کسی
آدمی کے پاس یہ حساب نہیں ہے کہ یہ کتنی اپنی زندگی میں کتنی آکسیجن
انہیل کی۔ کسی آدمی کو یہ پتہ نہیں ہے کہ اس کے پھیپھڑوں میں کتنی ہوا اس
نے اند ر جذب کرکے باہر نکال دی۔ کسی آدمی کے پاس اس بات کا حساب نہیں
ہے اس نے اپنی زندگی میں کتنا پانی پی لیا۔ ان اللہ یرزق من یشاء بغیر حساب۔
کہ اللہ تعالیٰ بغیر حساب کے رزق فراہم کرتا ہے۔ اور یہ صفت رزاقیت کا
مظاہرہ ہے۔ رزق دینا صفت رزاقیت کا مظاہرہ ہے۔ ارحم الراحمین اللہ تعالیٰ
رحم کرنے والا ہے۔ غفار الذنوب گناہوں کا معاف کرنے والا ہے۔ رات دن ہم
غلطیاں کرتے ہیں۔ رات دن ہم قصور کرتے ہیں۔ اللہ سے معافی مانگیں نہ
مانگیں اللہ معاف کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی روزی فراہم کرتا ہے جو
سرے سے اللہ کو مانتے ہی نہیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں اللہ ہے کہاں اللہ ہے ہی
نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی روزی دیتا ہے جو یہ کہتے ہیں صاحب اللہ
میاں تو امیروں کے ہیں غریبوں کا اللہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی
روزی فراہم کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کرتے۔ اور اللہ تعالیٰ ان
لوگوں کو بھی روزی دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں جانتے ہیں ۔ تو یہ غفار
الذنوب کی جو صفت ہے اللہ تعالیٰ کی یا غفار ، غفار الذنوب کی جو اللہ کی
صفت ہے اس صفت کی بنیاد پر انسانوں کی چھوٹی بڑی غلطیوں کو معاف کیا
جاتا ہے۔ اور اس طرح معاف کیا جارہا ہے کہ وہ خود بندے کو پتہ نہیں ہے میری
غلطی کب معاف ہوگئی۔ میں نے جو غلطیاں کی ہیں وہ معاف کب ہوگئیں۔ اور
بندہ اللہ تعالیٰ کے انعامات اور اکرامات سے فائدہ اٹھاتا چلا جاتا ہے۔ تویہ جتنے
بھی ننانوے اسماء ہیں اللہ تعالیٰ کے اسم صفاتی ان سب کا کسی نہ کسی طرح
رشتہ ہے پوری نوع انسانی میں پوری یعنی دوسری مخلوقات میں وہ جنات
ہوں ، درخت ہوں، پرندے ہوں، درندے ہوں، سب میں اللہ تعالیٰ کی یہ صفات
جو ہیں یہ متحرک ہیں اور کام کرتی ہیں۔ اب صورت یہ ہے کہ یہ کیسے پتہ
چلے کہ کون سی صفت جو ہے کس طرح کام کرتی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے
کہ پہلے تو ہم اللہ تعالیٰ کے علوم سے واقف ہوں۔ اور پھر بندے کو وہ ورثہ
منتقل ہوجائے آدم کا جو ورثہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو دیا تھا اور اس ورثہ کی بنیاد
پر آدم نے علم الاسماء پڑھ کر فرشتوں پر ظاہر کیا۔ اس سے یہ معلوم ہوجاتا
ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو اسماء ہیں ان کا کیا تعلق ہے۔ اور وہ اسماء کس طرح
متحرک ہے۔ اور کس طرح مخلوق ان سے فائدہ اٹھارہی ہے۔ تو یہ جتنے بھی
اسماء ہیں ......۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ یہ یہ بھی ہے کہ ہر اسم کے اندر اپنی
ایک طاقت ہوتی ہے۔ وہ طاقت جو ہے وہ کس طرح حاصل کی جاسکتی ہے۔

یہ مسئلہ جو ہے بڑا ٹیڑھا ہے کہ کس طرح حاصل کی جاسکتی ہے۔ لیکن
بزرگوں کا جو بزرگوں کے جو معمولات ہیںاس میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ جب
اللہ تعالیٰ نے ان کو جو بصارت دی ہے اس کوئی سائل ان کے پاس جاتا ہے
بصارت سے وہ یہ دیکھتے ہیں کہ آدمی پریشان ہے۔ پھر وہ یہ بھی دیکھتے ہیں
کہ کون سا اسم جو ہے اس کو سوٹ کرجائے گا۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کے اس اسم
کا اسے ورد بتادیتے ہیں۔ اس اسم کے ورد کرنے سے اس اسم کو دہرانے سے
انسان کی روح کے اندر نور کا روشنیوں کا ذخیرہ ہوجاتا ہے اور اس نور اور
روشنیوں کے اس ذخیرے کی بنیاد پر اس کے اندر صلاحیتیں بیدار اور متحرک
ہوجاتی ہیں۔ اس کے اندر کچھ کرنے کا حوصلہ پیدا ہوجاتا ہے۔ مثلاً ایک آدمی پر
جمود طاری ہوگیا وہ گھر سے ہی نہیں نکلتا ہے۔ صاحب میں میں تو بیکار ہوں
نہ مجھے ملازمت ملتی ہے، نہ مجھے کوئی کاروبار ملتا ہے۔ اور گھر میں پڑ گیا۔
گھر سے نکلتا ہی نہیں ہے۔ اب اگر وہ کسی اولیاء اللہ کے پاس چلا گیا جو
اسماء کے علوم جانتے ہیں۔ تو اسے کوئی ایسا اسم تلقین کرے گا کہ جس اسم
کی بنیاد پر اس کے اندر حوصلہ پیدا ہوگا۔ اس کے اندر روشنیاں پیدا ہوں گی۔
اس کے اندر انوار کا ذخیرہ زیادہ ہوگا۔ اور وہ کچھ کرنے کے لئے باہر نکلے گا۔
جب کچھ کرنے کے لئے باہر نکلے گا ظاہر ہے حرکت میں برکت ہے ، حرکت کرے
گا برکت ہوگی۔ معاشی کا سلسلہ بنے گا۔ اب یہ اسی سلسلے میں اسماء کے
سلسلے میں ایک واقعہ مثال کے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے۔ حضور قلندر بابا سے
میں نے سوال کیا کہ صاحب یہ جو اولیاء اللہ ہیں بزرگ ہیں کیا مرنے کے بعد بھی
کام آتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں وہ اولیاء اللہ کیا جو مرتا ہے وہ تو پردہ کرلیتے ہیں
ادھر سے ادھر چلے گئے۔جیسے اس کمرے سے اس کمرے میں چلے گئے۔یہ ہے کہ
وہ باہر آسکتے ہیں آپ کی مدد کرتے ہیں۔ میں نے کہا صاحب کس طرح مدد
کرتے ہیں کیا ہے۔وہ صاحب انہوں نے قصہ سنایا۔ فرمانے لگے کہ ایک مرید تھا
بہت اچھا مرید تھا اپنے پیر کا ۔ بڑی اس نے خدمت کی۔ مرید کا انتقال ہوگیا۔
جب انتقال ہوگیا تو وہ بہت دن جب گزر گئے تو انہوں نے کہا صاحب وہ ہمارا
ایک مرید تھا چلو اس کو چل کے دیکھ لیں۔ تو بڑے بیٹے کے پاس بڑے بیٹے کے پاس
پہنچے۔ وہ جناب وہ بہت ہی اس وقت کی زندگی پریشانی کی بہت ہی
غریب ، مفلوک الحال لیکن صاحب سعادتمند بیٹا تھا۔ اس نے کہا کہ میرے ابا کے
پیر صاحب آگئے اور بہت عزت احترام جیسے ہونا چاہئیے۔ بہت ہی عزت احترام
کے ساتھ پیش آیا۔ خیر وہ دیکھ کر بہت ہی حیران ہوئے کہ صاحب اس کی تو
بہت ہی حالت خراب ہے۔ روٹی وٹی کھائی جو بھی کچھ اس کے گھر میں تھا۔
انہوں نے کہا بھائی تم کام کیا کرتے ہو؟ انہوننے کہا جی ابا نے بڑی کوشش کی
کہ ہم کچھ لکھ پڑھ لیں۔ بہت ہی انہوں نے مارا پیٹا بھی۔ سب کچھ کیا۔ آوارہ
لڑکوں کے ساتھ ہماری صحبت ہوگئی۔ ہم پڑھ لکھ تو کچھ نہیں سکے۔
شکاریوں کے ساتھ شکار کھیلنے جانے لگے۔ آخر میں ہمیں کچھ آتا تو ہے نہیں ہم
تو چڑی مار بن گئے ہیں۔ جال پھینکتے ہیں۔ چڑیاں پکڑ لاتے ہیں۔ چڑیاں بیچ کر

اپنا گزارا کرلیتے ہیں۔ انہوں نے کہا اچھا، انہوں نے کہا اچھا ایسا ہے بھئی ہم
بھی تمہارے ساتھ جائیں گے۔ اس نے کہا صاحب آپ کہاں جائیں گے میں تو سارا
دن بیٹھا رہتا ہوں بھوک پیاس۔کہنے لگے نہیں ہم چلیں گے۔ صاحب انہوں نے
جال ڈالا جال پہ دانے ڈالے۔ بہت جانور آئے۔ بہت چڑیا ں آئیں۔ شام کو انہوں نے
کہا نہیں یار کچھ نہیں پکڑنا وکڑنا چلو جال کھینچو اور سب چھوڑ دو۔ ایک دن
ہوا، دو دن ہوا، تین دن ہوئے۔ اب وہ ادب و احترام میں کچھ نہ کہے۔ اب وہ
دانے کے پیسے جو تھے وہ بھی ختم ہوگئے۔ انہوں نے کہا جی روٹی کہاں سے
کھائیں۔ پیر صاحب نے کہا یار روٹی تو اللہ دیتا ہے۔ یہ لے میرے پاس پیسے ہیں
اس کا راشن لے آؤ۔ وہ پیر صاحب نے خرچہ اٹھالیا۔ روٹی شوٹی چلتی رہی۔
صاحب مہینہ گزر گیا۔ روز جائیں۔ روز شام کو واپس آجائیں۔ کہ ہمیں نہیں
پکڑنی چھوڑ دو چھوڑ دو۔ بچہ بھی سعادت مند تھا۔ اس نے کہا ٹھیک ہے ۔ بیوی
نے یہ کہا کہ کیا مصیبت ہے بھئی یہ۔ شوہر نے کہا چپکی رہو جب تک یہاں ہیں
وہ بھی تو ہمارے ساتھ ہی ہیں۔ خیر صاحب پھر ایسا ہوا کہ اس جال میں ایک
باز آگیا۔ شکرا آگیا۔ انہوں نے کہا اسے پکڑ لو۔ وہ شکرے کو اس نے پکڑ لیا۔ اور
کہا یہ سب چھوٹے موٹے جانور چھوڑ دو۔ اور اس کو جاکر تم بیچ آؤ بھائی۔ اچھے
پیسے مل گئے اس کے۔ اب ظاہر ہے اس کو بہت پیسے مل گئے۔ اور کوئی اچھا
کوئی آدمی تھا شکار کا شوقین سینکڑوں روپے کا بک گیا۔ پیر صاحب بڑے خوش
ہوئے۔ اور دعائیں دیں اور کہا دیکھ بھائی اب میں تجھے راز کی بات بتاتا ہوں۔
میں نے لوح محفوظ پر دیکھا کہ کیا بات ہے تو اتنا کیوں پریشان ہے کیوں غریب
ہے۔ تیری روزی میں کیا کمی ہے۔ تو میں نے یہاں یہ دیکھا کہ لوح محفوظ پر یہ
لکھا ہے کہ یہ چڑیاں پکڑے گا اوراس سے روزی حاصل کریگا۔ تو بھائی چڑیاں تو
چڑیاں ہی ہیں باز بھی چڑیا ہی ہے۔ توباز کیوں نہیں پکڑتا؟ اب ہمیشہ جال
ڈالیو لیکن جب تک باز نہ آئے چھوٹے جانور کو نہیں پکڑنا۔ چڑیا پکڑنی ہے تو باز
پکڑنا۔ صاحب وہ امیر ہوگیا۔ اب وہاں سے دوسرے بیٹے کے پاس گئے۔ وہ چھوٹا
بھائی وہ کہیں ملازم تھا سرکاری۔ وہ خوش حال تھا۔ کھاتا پیتا تھا۔ بڑا اطمینان
ہوا۔ اس نے بھی صاحب بڑی عزت کی۔ بہت ہی عزت کی اور کہا صاحب
ہمارے تو ابا ہی آگئے۔ اور سمجھو یہ ہوگیا اور وہ ہوگیا۔ ہم تو آپ کو جانے ہی
نہیں دیں گے۔ دس بارہ دن کے بعد انہوں نے پوچھا بھئی تم کام کیا کرتے ہو۔
کہنے لگا میں تو یہاں ہوں اصطبل میں ملازم ہوں۔ گھوڑے کو کھرچتا ہوں۔
گھوڑے کی خدمت کرتا ہوں۔ دانہ ڈالنا یہ کرنا وہ کرنا۔ کہا اچھا بھائی ہ تنخواہ
کب ملے گی بھائی؟ اس نے کہا ابھی دو چار دن میں مل جائے گی۔ کہنے لگے اچھا
بھائی۔ وہ جناب سعادتمند بچہ تھا۔ اور جو تنخواہ ملی پیر صاحب کے ہاتھ میں
لاکر رکھ دی۔ کہنے لگے اپنی دلہن کو بلاؤ۔ دلہن بھی آگئی صاحب۔ بھئی تیرے
پاس جتنے زیور ہے تو مجھ کو دے دے۔ وہ دلہن نے سارا زیور دے دیا۔ اب بڑے دل
میں وسوسے آئے ان کے بھئی یہ کیا چکر ہے۔ تنخواہ بھی ساری لے لی اور جناب
اور زیور بھی لے لیاپتہ نہیں دیں گے یا نہیں دیں گے۔ کیا ہوگا۔ ساری رات

پریشان رہے۔ صبح کو انہوں نے پیر صاحب نے اس کو زیور دیا۔ اور پیسے دئے۔
کہنے لگے یہ پیسے ہیں اور زیور جاکر بیچ دو۔ اس کے جتنے پیسے ملیں اس کو
گھوڑا خرید کے لے آؤ۔ گھوڑا اچھا لانا۔ وہ جناب گھوڑا خرید کے لے آیا۔ انہوں نے
کہااس کی خدمت کر ہفتے ہفتے بھر تک۔ دس دن اس نے خوب اس کی خدمت
کی اور وہ جناب گھوڑے کا رنگ نکل آیا۔ انہوں نے کہا اب جاکے اسے بیچ آؤ۔
انہوں نے کہا دیکھ! تیری روزی جو ہے وہ گھوڑے کی خدمت میں لکھی ہوئی
ہے۔ تو یار تو گھوڑے کی خدمت کرکے ملازمت کیوں کرے؟ گھوڑے کا تاجر کیوں
نہیں بنتا؟ وہ جناب اسے گھوڑے کا سوداگر بنادیا۔ دونوں بچے خوش حال ہوگئی۔

★★★★★

۔